انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور

سنہ ۱۳۵۰ھ
۱۹۳۲ء

خطبۂ عیدالفطر

مرتبہ

ڈاکٹر سر محمد اقبال

THE IQBAL ACADEMY
KARACHI
[redacted]
PAKISTAN

مطبوعہ

فیروز پرنٹنگ ورکس ۱۱۹ سرکلر روڈ - لاہور

باہتمام ایم عبدالحمید خان مینجر

16 AUG 1971

خطبۂ عید الفطر ~~۱۳۵۰ھ~~

(یہ خطبہ حکیم الامت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے ۱۳۵۰ھ ۱۹۳۲ء کی عید الفطر کے موقعہ پر ارشاد فرمایا تھا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

THE IQBAL ACADEMY KARACHI

~~ملتِ اسلامیہ!~~

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینٰت من الھدیٰ والفرقان فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ

یہی ارشاد خداوندی ہے۔ جس کی تعمیل میں آپ نے ماہ رمضان کا پورا مہینہ روزے رکھے اور اس طاعتِ الٰہی کی توفیق پانے کی خوشی میں آج بحیثیتِ قوم خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدۂ شکر بجا لانے کے لئے یہاں جمع ہوئے۔

بیشک مسلم کی عید اور اس کی خوشی اگر کچھ ہے تو یہ کہ وہ طاعت حق یعنی عبدیت کے فرائض کی بجا آوری میں پورا نکلے۔ اور قومیں بھی خوشی کے تہوار مناتی ہیں۔ مگر سوائے مسلمانوں کے اور کونسی قوم ہے جو خدائے پاک کی فرمانبرداری میں پورا اترنے کی عید مناتی ہو۔

مورخین کے بیان کے مطابق ۲ھ سنہ ہجری میں رمضان مبارک کے روزے فرض ہوئے۔ صدقۂ عید الفطر کا حکم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سال جاری فرمایا۔ حضورؐ نے پہلے ایک خطبہ دیا۔ جس میں اس صدقہ کے فضائل بیان فرمائے۔ پھر صدقہ کا حکم دیا۔ عید الفطر کی نماز با جماعت عید گاہ میں اسی سال

ادا فرمائی۔ ۲ھ ہجری سے پہلے عید کی نماز نہیں ہوتی تھی ٭

اسلام کے ارکان یعنی توحید۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ جب نبیّ اُمّی کی زبان پاک سے خالقِ اکبر نے بندوں کی اصلاح و فلاح کے لئے ہدایت فرمائے تو مقصود یہ تھا۔ کہ ان کی پابندی سے "مسلم" بحیثیت "فرد" وہ انسان بن سکے جسے وحیِ خداوندی "احسن التقویم" کے نام سے تعبیر کرتی ہے۔ اور "ملّت اسلامیہ" وہ "ملت" بن جائے جو قرآنِ پاک کے الفاظ کے مطابق دنیا کی "بہترین اُمت" ہو۔ اور اپنے تمام معاملات میں اعتدال اور میانہ روی کے اصول کو ہمیشہ سامنے رکھنے والی ہو۔ اسلام کا ہر رکن انسانی زندگی کے صحیح نشوونما کے لئے اپنے اندر ہزارہا ظاہری اور باطنی مصلحتیں رکھتا ہے۔ مجھے اس وقت صرف اُسی ایک رُکن کی حقیقت کے متعلق آپ سے دو ایک باتیں کہنا ہے جسے "صوم" کہتے ہیں۔ اور جس کی پابندی کی توفیق کے شکرانہ میں آج آپ عید منا رہے ہیں ٭

روزے پہلی اُمتوں پر بھی فرض تھے گو ان کی تعداد وہ نہ ہو جو ہمارے روزوں کی ہے۔ اور فرض اس لئے قرار دیئے گئے کہ انسان پرہیزگاری کی راہ اختیار کرے۔ خدا نے فرمایا:۔

یا ایہا الذین اٰمنو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتّقون

گویا روزہ انسان کو پرہیزگاری کی راہ پر چلانا ہے۔ اس سے جسم اور جان دونوں تزکیہ پاتے ہیں۔ یہ خیال کہ روزہ ایک انفرادی عبادت ہے صحیح نہیں بلکہ ظاہر و باطن کی صفائی کا یہ طریق یہ ضبطِ نفس۔ یہ حیوانی خواہشوں کو اپنے بس میں رکھنے کا نظام اپنے اندر ملت کی تمام اقتصادی اور معاشرتی زندگی کی اصلاح کے مقاصد پوشیدہ رکھتا ہے۔

وہ فائدے جو ایک "فرد" کو روزہ رکھنے سے حاصل ہوتے ہیں اس صورت میں بھی ہو سکتے تھے کہ روزے بجائے مسلسل ایک مہینہ رکھنے کے کبھی کبھی رکھ لئے جاتے یا بجائے رمضان میں رکھنے کے سال کے اور مہینوں میں رکھ لئے جاتے اگر محض "فرد" کی اصلاح اور اس کی روحانی نشو و نما پیش نظر ہوتی۔ تو بیشک یہ ٹھیک تھا۔ لیکن "فرد" کے علاوہ "تمام ملت" کے اقتصادی اور معاشرتی تزکیہ کی غرض بھی شارع برحق کے سامنے تھی ٭

آج کی عید "عید الفطر" کہلاتی ہے۔ پیغمبر خدا نے جب عید کے لئے عید گاہ میں اکٹھا ہونے کا حکم دیا تو ساتھ ہی صدقہ عید الفطر کے ادا کرنے کا حکم بھی دیا۔ تعجب نہیں کہ "عید" کا دن مقرر کرنے کی اصل غرض ہی شارع علیہ الصلوٰۃ کے نزدیک صدقہ عید الفطر کا جاری کرنا ہو۔ حق یہ ہے۔ کہ زکوٰۃ اور اصول تقسیم وراثت کے بعد تیسرا طریق اقتصادی اور معاشرتی مساوات قائم کرنے کا جو اسلام نے تجویز کیا "صدقات" کا تھا۔ اور ان صدقات میں سب سے بڑھ کر صدقہ عید الفطر کا۔ اس لئے کہ یہ صدقہ ایک مقررہ دن پر تمام قوم کو ادا کرنا ہوتا ہے ٭

رمضان کا مہینہ آپ نے اس اہتمام سے بسر کیا ہے۔ کہ کھانے پینے کے اوقات کی پابندی سیکھ لی۔ اپنی صحت درست کر لی۔ آئندہ گیارہ مہینے کئی بیماریوں سے محفوظ رہنے کے قابل اپنے آپ کو بنا لیا۔ کفایت شعاری سیکھی۔ رزق کی قدر و قیمت سیکھی۔ یہ سب ذاتی فائدے تھے۔ "صیام" کا قومی اور ملی فائدہ یہ ہے۔ کہ صاحب توفیق مسلمانوں کے دل میں اپنی قوم کے مفلس اور محروم افراد کی عملی ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو۔ اور صدقہ فطر کے ادا کرنے سے قوم میں ایک گونہ

اقتصادی اور معاشرتی مساوات قائم ہو حکم یہ ہے۔ کہ "عید" کی نماز میں شرکت سے پہلے ہر صاحبِ توفیق مسلمان صدقۂ فطر ادا کر کے عیدگاہ میں آئے اس سے مقصود یہ نہیں۔ کہ اقتصادی اور معاشرتی مساوات صرف ایک آدھ دن کے لئے قائم ہو جائے۔ بلکہ ایک مہینہ کا متواتر ضبطِ نفس تم کو اس لئے سکھایا گیا ہے۔ کہ تم اس اقتصادی اور معاشرتی مساوات کو قائم رکھنے کی کوشش تمام سال کرتے رہو ⁂

باقی رہا یہ امر کہ روزے ماہ رمضان کے ساتھ ہی کیوں مختص کئے جائیں سو واضح رہنا چاہئے۔ کہ اسلام نے انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے اسرار کو مدِنظر رکھ کر "صیام" کے زمانی تسلسل کو ضروری سمجھا ہے۔ اس تسلسل کے لئے وقت کی تعیین لازم تھی۔ اور چونکہ اسلام کا اصل مقصود انسانوں کو احکامِ الٰہی کی فرمانبرداری میں پختہ کرنا تھا۔ اس لئے صیام کو اس مہینہ سے مختص کیا گیا جس میں احکامِ الٰہی کا نزول شروع ہوا تھا۔ بالفاظِ دیگر یوں کہو کہ مسلمانوں کو ہر سال ایک پورا مہینہ کامل تزکیہ نفس کے ساتھ نزولِ قرآنِ حکیم کی "سالگرہ" منانے کا حکم دیا گیا ہے۔ تاکہ احکامِ الٰہی کی حرمت و تقدیس ہمیشہ مدنظر رہے اور نماز تراویح پر کاربند ہو کر قوم کے ہر فرد کو اجتماعی حیات کا قانون عملاً ازبر ہو جائے ⁂

اصل بات قوم کی اقتصادی اور تمدنی زندگی کی مجموعی اصلاح کے متعلق تھی قرآن میں جہاں مسائلِ "صیام" کے ذکر کے بعد یہ فرمایا۔ کہ:۔

تلك حدود الله فلا تقربوها كذالك يبين الله اياته للناس لعلهم يتقون

وہاں ساتھ ہی ملحق بطور ان تمام باتوں کے نتیجہ کے یہ حکم بھی دیا :۔
"ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون"۔

روزہ رکھ کر مفلسوں سے محض ہمدردی کا احساس پیدا کرلینا کافی نہ تھا۔ عید کے دن غرباء کو دو چار دن کا کھانا دے دینا کافی نہ تھا طریق وہ اختیار کرنا مقصود تھا جس سے مستقل طور پر دنیاوی مال ومتاع سے انتفاع کے قواعد اس طور پر قائم ہوں کہ جہاں تقسیم وراثت اور زکوٰۃ سے ملتِ اسلامیہ کے مال ومتاع میں ایک گونہ مساوات پیدا ہو وہاں اس مساوات میں ایک دوسرے کے اموال میں ناجائز تصرّف سے کسی قسم کا خلل نہ آئے۔ روزوں کے التزام سے صرف انفرادی روحانیت کی ترقّی یا زیادہ سے زیادہ انسانوں کے ساتھ ایک ہنگامی ہمدردی ہی مقصود نہیں بلکہ شارع کی نظر اس بات پر ہے۔ کہ تم اپنے اپنے حلال کے کمائے ہوئے مال پر قناعت کرو۔ اور دوسروں کے کمائے ہوئے مال کو باطل طریقوں سے کھانے کی کوشش نہ کرو۔ اس باطل طریق پر دوسروں کا مال کھانے کی بدترین روش قرآن کے نزدیک یہ ہے۔ کہ مال و دولت کے ذریعہ حکّام تک رسائی حاصل کی جائے اور اُن کو رشوتوں سے اپنا طرفدار بنا کر اوروں کے مالوں کو اپنے قبضہ میں لایا جائے۔ مذکورہ بالا آیت میں "اثم" کے معنی بعض مفسّرین نے جھوٹی گواہی وغیرہ کے لئے ہیں علمائے قرآن نے "حکام" سے مراد مسلمانوں کے اپنے مفتی۔ قاضی اور سلطان لئے ہیں جب اپنے فقیہوں اور قاضیوں کے پاس جھوٹے مقدّمے بنا کر لیجانے کو خدا نے مذموم قرار دیا ہو تو سمجھ لو کہ غیر اسلامی

حکومتوں کے حکام کے پاس اس قسم کے مقدمات لے جانا کس قدر ناجائز ہے۔ مہینہ بھر روزے رکھنے کی آخری غرض یہ تھی۔ کہ آئندہ تمام سال اس طرح ایک دوسرے کے ہمدرد اور بھائی بنکر رہو کہ اگر اپنا مال ایک دوسرے کو بانٹ کر دے نہیں سکتے تو کم سے کم "حکام" کے پاس کوئی مالی مقدمہ اس قسم کا نہ لیکر جاؤ جس میں اُن کو رشوت دیکر حق و انصاف کے خلاف دوسروں کے مال پر قبضہ کرنا مطلوب ہو ۔

آج کے دن سے تمہارا عہد ہونا چاہیئے۔ کہ قوم کی اقتصادی اور معاشرتی اصلاح کی جو غرض قرآن حکیم نے اپنے ان احکام میں قرار دی ہے اسکو تم ہمیشہ مد نظر رکھو گے ۔

مسلمانانِ پنجاب اسوقت تقریباً سوا ارب روپے کے قرض میں مبتلا ہیں اور انہیں ہر سال تقریباً چودہ کروڑ روپیہ سود ادا کرتے ہیں۔ کیا اس قرض اور اس سود سے نجات کی کوئی سبیل سوائے اس کے ہے کہ تم احکامِ خداوندی کیطرف رجوع کرو۔ اور مالی اور اقتصادی غلامی سے اپنے آپ کو رہا کراؤ۔ تم اگر آج فضول خرچی چھوڑنے کے علاوہ مال و جائداد کے جھگڑے اور بلا ضرورت مقدمے عدالتوں میں لیجانا چھوڑ دو تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ چند سال کے اندر تمہارے قرض کا کثیر حصہ از خود کم ہو جائیگا۔ اور تم تھوڑی مدت کے اندر قرض کی غلامی سے اپنے آپ کو آزاد کر لوگے نہ صرف یہ بلکہ مالی مقدمات کا ترک تمہیں اس قابل بنا دیگا۔ کہ تم وہی روپیہ جو مقدموں اور رشوتوں اور وکیلوں کی فیسوں میں برباد کرتے ہو اسی سے اپنی تجارت اور اپنی صنعتوں کو فروغ دے سکو گے۔ کیا اب بھی تم کو رجوع الی القرآن کی ضرورت محسوس نہ ہو گی اور تم عہد نہ کر لو گے۔ کہ تمام دنیاوی امور میں شرعِ قرآنی کے پابند ہو جاؤ گے ۔

کس انتباہ کے ساتھ رسولِ پاک نے مسلمانوں کو پکار کر کہا تھا کہ

اِیّاکُمْ وَالدَّیْنَ فَاِنَّهٗ هَمٌّ بِاللَّیْلِ وَمُذِلَّةٌ بِالنَّهَار

دیکھو قرض سے بچنا - قرض رات کا اندوہ اور دن کی خواری ہے ۔

اس خطبے میں مسلمانوں کی معاشرتی زندگی کے صرف اقتصادی پہلو ہی پر نظر ڈالی گئی ہے۔ شاید عید الضحیٰ کے موقعہ پر اسی قسم کے ایک خطبے میں اسلامی زندگی کے ایک اور اہم پہلو پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جائیگی۔ فی الحال میں حضور سرورِ کائنات کی ایک حدیث پر اس خطبے کو ختم کرتا ہوں جو ایک نہایت لطیف پیرایہ میں رُشد و ہدایت کی تمام شاہراہوں کو انسان پر کھول دیتی ہے :-

"امرنی ربّی بتسعٍ الاخلاص فی السرّ والعلانیة والعدلِ فی الغضب والرضا والقصدِ فی الفقرِ والغنیٰ وان اعفو عمّن ظلمنی واصل من قطعنی واعطی من حرمنی وان یکون نطقی ذکراً وصمتی فکراً ونظری عبرةً"

مجھے میرے ربّ نے نو باتوں کا حکم دیا ہے۔ ظاہر و باطن میں اخلاص پر کاربند رہنا۔ غضب و رضا دونوں حالتوں میں انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا۔ فقر و تونگری میں میانہ روی۔ جو شخص مجھ پر زیادتی کرے اس کو معاف کردوں جو مجھ سے قطعِ رحم کرے میں اس سے صلہ رحم کروں جو مجھے محروم کرے میں اس کو اپنے پاس سے دوں۔ میرا بولنا ذکرِ الٰہی کے لئے ہو۔ میری خاموشی غور و فکر کے لئے ہو۔ اور میرا دیکھنا عبرت حاصل کرنے کے لئے ہو ۔

THE IQBAL ... KARACHI [redacted]